مطبوعات

یورپ نامہ (حصہ اول) ترکی، یوگوسلاویہ، آسٹریا، سوئٹزرلینڈ | تالیف حکیم محمد سعید دہلوی صاحب۔ ناشر: ہمدرد اکیڈمی نیو ٹاؤن۔ کراچی نمبر ۵ قیمت آٹھ روپے۔ صفحات ۴۹۵

حکیم محمد سعید دہلوی نے ۱۹۵۶ء میں اپنے بھائی کی معیت میں یورپ کا سفر کیا۔ اس سفر کی غرض وغایت تفریح نہ تھی بلکہ اس سے دونوں بھائیوں کا مقصد دوا سازی کے ایسے اداروں کا مطالعہ کرنا تھا جو تحقیق کا کام کر رہے ہیں اور ایسی انجمنوں کے کاموں کا جائزہ لینا تھا جو طب و سائنس کے میدان میں شب و روز مصروف ہیں۔ ان بھائیوں نے گو رخت سفر صرف اسی ایک مقصد کے لیئے باندھا لیکن انہوں نے جب چشم بینا اور دل حساس کے ساتھ یورپ کے مختلف ممالک کا جائزہ لیا۔ تو ان کے تاریخی، جغرافیائی، علمی، ادبی، تعلیمی اور ثقافتی مسائل بھی ان کی آنکھوں کے سامنے آگئے اور انہوں نے اپنے اس سفرنامے میں ان پر بھی بحث کی ہے۔ یوں تو یہ سفرنامہ دلچسپ اور معلومات افزا ہے لیکن ہمیں فاضل مصنف کے بعض نظریات سے شدید اختلاف ہے خصوصاً اتاترک کی اصلاحات کے متعلق انہوں نے تعریف و توصیف کا جو لہجہ اختیار کیا ہے۔ وہ ہمیں مبنی برانصاف دکھائی نہیں دیتا۔ ناموں کی تبدیلی اور رسم الخط کی تبدیلی سے ترکی قوم خود اپنے ماضی سے کٹ گئی اور دنیا کی ساری بدنصیب قوموں میں شاید یہ واحد قوم ہے جسے اپنے گھر کے اندر ہی اجنبی بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ ہم اتاترک کی نیت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے اس کا معاملہ اب اللہ کے پاس ہے لیکن ہم اس کی ذہنیت کے بارے میں یہ بات قدرے وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ وہ کسی صحت مند انسان کی ذہنیت نہ تھی بلکہ ایک بیمار ذہن نے مغربی تہذیب سے مرعوب ہو کر ترکوں کو قوت اور طاقت کے زور سے مغربی تمدن کا پرستار بنانے کی مذموم کوشش کی۔

اس نے بلاشبہ ترکی کو غیر ملکی سامراج کے چنگل سے نجات دلائی لیکن ملک کے اندر نفاق و فساد کے ایسے بیج بو دیئے جن سے ترکی کے اندر مستقل خانہ جنگی شروع ہو گئی۔

پھر ۷۷ پر علماء کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ بھی بالکل غلط اور حالات کے ناقص مطالعہ پر مبنی ہے اور علماء پر حملہ جس وجہ سے کیا گیا ہے وہ بڑا افسوس ناک ہے۔ زندگی کا کونسا شعبہ حیات ایسا ہے جس میں کالی بھیڑیں نہیں ہوتیں۔ یہی حال علماء کا بھی ہے۔ بعض دنیا پرستوں نے دنیا کے لالچ میں دینی علم سے صحیح کام نہیں لیا لیکن یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ بحیثیت مجموعی دین کی جتنی خدمت اس مقدس گروہ نے کی ہے، اور کسی گروہ نے نہیں کی۔ ان بے چاروں نے برسر اقتدار لوگوں کے ظلم و ستم سہہ کر، اپنے اور پرایوں کا ہدف ملامت بن کر، بھوکے رہ کر اور بسا اوقات جان کی بازی لگا کر بھی جس بے جگری سے جاہلیت کا مقابلہ کیا ہے۔ اس کی نظیر مذہب کی تاریخ میں ناپید ہے۔

علماء پر سب سے بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ رفتار زمانہ کا ساتھ نہیں دیتے۔ فاضل مصنف نے بھی علماء کے خلاف جو چارج شیٹ مرتب کی ہے اس میں بھی اسی جرم کو سرفہرست رکھا گیا ہے لیکن یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ اسلام ایک مستقل تحریک فکر و عمل ہے، اس کی اپنی الگ اقدار ہیں یہ مابعد الطبعی مسائل سے لے کر عملی زندگی کی معمولی سے معمولی جزئیات تک ایک خاص طرز فکر کی حامل ہے۔ اس لیے زندگی کے نت نئے ابھرتے ہوئے مسائل کے بارے میں یہ ایک مخصوص نقطۂ نظر پیش کرتی ہے۔ لہٰذا یہ ہر ابھرتی ہوئی تحریک کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ علماء چونکہ اس کے مزاج سے پوری طرح واقف ہیں۔ اس لیئے ان کے سامنے جب بھی کوئی نئی چیز آئی تو انہوں نے اس کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر سے فیصلہ دیا۔ علماء کسی احساس کمتری میں مبتلا نہ تھے کہ وہ ہر جدت کا خواہ اس میں جہنم کی آنچوں کا اثر ہو، دیوانہ وار خیر مقدم کرتے۔ انہوں نے بجا طور پر بعض غیر اسلامی افکار اور نظریات کی مخالفت کی۔ کتاب کی زبان شستہ اور رواں ہے، اور معیار کتابت و طباعت عمدہ۔

حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ

تالیف محمد ابوزہرہ، پروفیسر فواد یونیورسٹی مصر۔
ترجمہ:۔ سید رئیس احمد جعفری۔ ناشر:۔ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور۔

امت مسلمہ نے تجدید و احیائے دین کے لیے جو نامور شخصیتیں پیدا کی ہیں ان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ ایک نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے ایک ایسے دور میں آنکھیں کھولیں جو فکری اور عملی اعتبار سے انحطاط کا زمانہ تھا۔ زندگی کا کوئی شعبہ اور مسلمانوں کے قلب و دماغ کا کوئی ریشہ ایسا نہ تھا جس میں انتشار اور اضمحلال نہ پیدا ہو چکا ہو۔ بغداد کی تباہی اور تاتاریوں کے دہشت انگیز اور وحشیانہ مظالم کی داستان ابھی لوگوں کے ذہنوں میں بالکل تازہ تھی کہ شیخ الاسلام نے شعور کی آنکھیں کھولیں۔ مسلمانوں پر ادبار کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں، سوسائٹی کے سارے طبقوں میں زبردست بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔ دین جو مسلم سوسائٹی کی سب سے بڑی قوت اور طاقت رہا ہے۔ وہ اپنی روح کھو چکا تھا۔ ہر مذہب کے پیرو اپنے فقہی مسلک کو تمام مذاہب فقیہ سے افضل و اعلیٰ مقبول و موئید من اللہ سمجھتے تھے، ان کی تمام ذہانت اور فطانت اس کی ترجیح اور اس کی افضلیت ثابت کرنے میں صرف ہوتی تھی۔ ہر فقہی مسلک دوسرے کی گمراہی پر مصر تھا متکلمانہ موشگافیوں نے تمام دوسرے مباحث کو نظروں سے اوجھل کر دیا تھا۔ اور یہ ذوق ہر ذوق پر غالب آچکا تھا۔ تصوف میں بہت سے غیر اسلامی افکار و تصورات شامل ہو کر اس کو گدلا کر چکے تھے اور بہت سے پیشہ ور جاہل غیر محقق اور مبتدع اپنے آپ کو صوفیا میں شمار کر کے عوام و خواص کو دین حق سے دور لے جانے میں مصروف تھے۔ بدعات کا سوسائٹی میں عام چرچا تھا۔

مسلمانوں میں بہت سے اصحاب فکر یونان کے گمراہ کن فلسفہ کے طلسم میں گرفتار تھے ارسطو اور افلاطون کے نظریات ان کے نزدیک ایک مقدس اور ہر عیب و خطا سے پاک سمجھے جاتے تھے یہ تھے وہ مختصر حالات جن میں حضرت امام ابن تیمیہؒ نے اصلاح و تجدید کا کام شروع کیا۔

مصر کے مشہور و معروف عالم ابوزہرہ نے زیر تبصرہ کتاب میں امام صاحب کی اصلاحی اور

تجدیدی کوششوں کا مورخانہ دیانت داری کے ساتھ جائزہ لیا ہے۔ فاضل مصنف کی ہر تحقیق میں ندامت کا استناد ہے اور ہر تعبیر میں جدت کی تازگی۔ یہ عجیب حکیمانہ امتزاج ہے اور ان کی فضیلت اور اسلوب بیان کا طغرائے امتیاز۔

فاضل مصنف نے سیرتوں کا یہ سیٹ، جس کی یہ کتاب ایک نہایت اہم کڑی ہے، فقہی افکار کے ارتقاء کے نقطۂ نظر سے لکھا ہے۔ اس لئے ان کا زور بیان زیادہ تر اسی موضوع پر صرف ہوا ہے۔ اس انہماک کی وجہ سے شیخ الاسلام کی حیات کے بعض ضروری گوشے نظر انداز ہو گئے۔ مولینا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب نے ان ضروری گوشوں کی نقاب کشائی کر کے اس بے نظیر کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ کام جس محنت شاقہ سے سرانجام دیا ہے اس کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جسے اس نوعیت کے کام کرنے کا اتفاق ہوا ہو۔ کتاب جس حالت میں ہمارے سامنے موجود ہے یہ محض امام ابن تیمیہؒ کی سیرت نہیں بلکہ ان کے علوم و معارف کا بیش بہا خزینہ ہے۔ فاضل مصنف نے ہر بحث کے ساتھ ساتھ صرف امام موصوف کا نقطۂ نظر پیش کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کو نگاہ میں رکھ کر اس پر کلام کیا ہے۔ اس لیئے انکے خیالات میں بڑا سلجھاؤ نظر آتا ہے۔ یہ کتاب اس اعتبار سے کسی غالی معتقد کی مدح سرائی نہیں بلکہ ایک غیر جانبدار مبصر اور ایک فاضل مصنف اور ایک اہل دل مسلمان کا امام ابن تیمیہ کی سیرت و کردار اور ان کے افکار و نظریات کا نہایت حکیمانہ اور عالمانہ جائزہ ہے۔ کتاب کے آخر میں اشخاص، فرق اور اماکن و کتب کے نہایت مکمل اشاریے لگا دیئے گئے ہیں۔

ہم اس قابل قدر کتاب کی اشاعت پر مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ مادہ پرستی کے اس دور میں کسی شخص کا اس صبر آزما کام کی طرف متوجہ ہونا، اس کے گہرے خلوص اور عزم پر دلالت کرتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ ان لوگوں کے لیے بڑا مفید ہوگا جو اس دور میں تجدید و احیائے دین کے لیے تڑپ رکھتے ہیں۔ کتاب ۸۸۱ صفحات پر مشتمل ہے، اور قیمت ۱۲ روپے۔ کتابت اور طباعت کا معیار عمدہ۔ (باقی دیکھو صفحہ ۳۷)

بقیہ مطبوعات

گلستان حکمت یہ کتابچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ۵۶۶ حکیمانہ ارشادات و اقوال کا مجموعہ ہے۔ یہ اقوال ایران کے شیعہ عالم احمد علی صاحب نے نہج البلاغہ اور دوسری کتابوں سے جمع کیے ہیں اور ان کا فارسی اور فرانسیسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اردو کا ترجمہ و شرح سید مرتضیٰ حسن فاضل کا ہے۔ ترجمہ رواں ہے البتہ صحت اعراب کا پورا اہتمام نہیں کیا گیا۔ تبصرہ نگار کو ہر صفحہ پر ایک دو اعراب کی غلطیاں نظر آئی ہیں۔ یہ کتاب عربی زبان کے طلبہ کے لیے بھی بڑی مفید رہے گی۔ قیمت ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ:۔ رضا کار یک ڈپو۔ بھاٹی گیٹ لاہور

ایمان کی اہمیت یہ کتاب ہندوستان کے نامور عالم مولانا عبدالحیؒ کی تصنیف ہے اس میں ایمان باللہ رسولوں پر ایمان، کتب الٰہی پر ایمان، فرشتوں پر ایمان اور آخرت پر ایمان کو نہایت آسان اور قابل فہم انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب اپنے مضامین اور اسلوب بیان کے لحاظ سے مسلمان اور غیر مسلم سب کے لیے انتہائی مفید ہے۔ مگر تبصرہ نگار کی رائے میں اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کیلئے اس کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ مصنف محترم نے "حیات طیبہ" اور "دین کی باتیں" کے بعد "ایمان کی اہمیت" لکھ کر بہت بڑی کمی کو پورا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے۔ کتابت و طباعت عمدہ۔ گرد پوش جاذبِ نظر۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ الحسنات رام پور۔ (یوپی)

باقی دیکھو صفحہ ۵۳

قرآن مجید کی کچھ سورتوں کا مطلب | یہ کتاب سورۂ فاتحہ اور آخری ۱۹ سورتوں کے ترجمہ و تشریح پر مشتمل ہے۔ مصنف پہلے مختصر طور پر سورۃ کا مطلب بیان کر دیتا ہے اور پھر اس کا لفظی ترجمہ نقل کر دیتا ہے۔ سورتوں کا عربی متن درج نہیں کیا گیا۔ ترجمہ و تشریح میں بظاہر کوئی نقص یا عیب نظر نہیں آیا۔ البتہ عربی متن کو ساتھ شامل نہ کرنا درست نہیں ہے۔ مصنف (جواب مرحوم ہو چکے ہیں) اور قرآن کو رائج کرنے کے ایکیم رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کے تنزل اور اسلام سے بُعد کا سبب یہ تھا کہ قرآن عربی میں ہے اور لوگ عربی قرآن کو سمجھتے نہیں ہیں۔ اس لیے قرآن کی دعوت کو عورتوں اور بچوں تک عام کرنے کے لیے اردو قرآن کو رواج دیا جائے۔ لیکن مصنف کا یہ نظریہ انتہائی خطرناک ہے۔ عربی قرآن میں تحریف کی گنجائش نہیں ہے مگر اردو قرآن کو تحریف و تغیر سے کون محفوظ رکھ سکے گا۔ افسوس ہے کہ مصنف کی یہ محنت قرآن کی صحیح خدمت نہیں قرار دی جا سکتی۔ کتاب ٹائپ پر خوبصورت گٹ اپ کے ساتھ چھپی ہے اور مرحوم کے اوقاف سے مفت تقسیم کی جا رہی ہے ملنے کا پتہ درج نہیں ہے۔ ناشر سید جمیل حسین رضوی لاہور ہیں۔